eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

CC BY
OPEN ACCESS

عبدالرازق
لیکچرار، شعبہ پاکستانی زبانیں، نمل، اسلام آباد
محمد فاروق انجم
اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پاکستانی زبانیں، نمل، اسلام آباد

Abdul Raziq Email: araziq@numl.edu.pk
Lecturer, Department of Pakistani Languages, NUML, Islamabad
Mohammad Farooq Anjum Email: mfarooq@numl.edu.pk
Assistant Professor, Department of Pakistani Languages, NUML, Islamabad

مُلّا فاضل کی شاعری پر عربی و فارسی زبانوں کے اثرات

THE INFLUENCE OF ARABIC AND PERSIAN LANGUAGES ON MULLA FAZIL'S POETRY

DOI: https://doi.org/10.56276/tasdiq.v4i01.83

ABSTRACT

Mulla Fazil is considered to be one of the pioneer poets of the nineteenth century, whose poetry has many linguistic twists and turns. Arabic and Persian vocabularies dominate his poetry to the extent that Balochi becomes a secondary language. By the way, it is not Fazil alone, Arabic and Persian left imprints on the Balochi poetry of that era. These impacts have occurred at academic and religious levels because most poets were studying at seminaries where Persian and Arabic were taught. The Arabic and Persian words and themes appear in most of his poems, simultaneously, in each of his poems. Some stanzas are entirely in Arabic or Persian language. Most of the "Balochi Middle Age" poets were well versed in Arabic and Persian. Consequently, a wide chunk of Arabic and Persian words entered Mulla Fazil's poetry, which has been demonstratively discussed in the following article.

KEYWORDS
Balochi, Arabic, Persian, Middle Ages, Poetry, Domination, Influence, Mulla Fazil, 19th Century, Vocabularies

Received: 31-May-22
Accepted: 10-Jun-22
Online: 30-Jun-22

کلیدی الفاظ: بلوچی، عربی، فارسی، عہد وسطیٰ، شاعری، غلبہ، اثرات، ملافاضل، انیسویں صدی، لغات

مُلّا فاضل اُنّیسویں صدی کے سرخیل شاعر مانے جاتے ہیں جن کی شاعری میں لسانی اعتبار سے کئی ایسے مواقع دیکھنے کو ملتے ہیں جب عربی و فارسی زبان کا غلبہ ان کی شاعری پر ہوتا ہے اور بلوچی ثانوی زبان بن کر رہ جاتی ہے۔ ویسے تو عربی و فارسی ایسی زبانیں ہیں جنھوں نے بلوچی نیم عہدی شاعری پر اپنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ یہ اثرات دانش گاہ اور مذہبی دونوں سطح پر ہوئے ہیں، کیونکہ بلوچی نیم عہدی دور کے بیشتر شعراء اُن مدارس میں زیر تعلیم تھے جہاں فارسی اور عربی زبان پڑھائی جاتی

تھی، اس کی واضح مثال مُلا فاضل کی شاعری ہے جس پر عربی کا اتنا زیادہ اثر ہے کہ اُن کی ہر شعر میں عربی کے الفاظ و تراکیب نظر آتے ہیں، ساتھ ہی آپ کی شاعری میں عربی و فارسی کے مصرعے تک باندھنے کو مل جاتے ہیں۔ نیم عہدی دور کے بیشتر شعراء عربی اور فارسی میں شاعری کر رہے تھے، اہلِ قلم عربی و فارسی زبان سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان دو وجوہات کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ مُلّا فاضل کی شاعری میں ہزاروں الفاظ عربی و فارسی کے داخل ہو گئے۔

عام طور پر جب دو قومیں یا دوسری زبانوں کے لوگ ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو نہ چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے تہذیب، رسم و رواج اور ان کے الفاظ و اثرات قبول کر لیتے ہیں۔ بلوچی زبان و ادب اس نوع کے اثرات کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ بلوچی نیم عہدی شاعری پر لسانی اعتبار سے کئی ایسے مواقع دیکھنے کو ملتی ہیں جب دوسرے زبانوں کے اثرات بلوچی ادب پر پڑے ہیں اور بلوچی نیم عہدی شاعری کی ساخت نئی شکل اختیار کر گئی ہے، اسی اعتبار سے فارسی و عربی دو ایسی زبانیں رہی ہیں جنھوں نے اپنے اثرات بلوچی زبان و ادب پر بہت دیرپا اثرات چھوڑے ہیں۔ یہ اثرات سرحدی حدود و جغرافیائی اور مذہبی سطح پر بلوچی زبان و ادب میں داخل ہو چکے ہیں کیونکہ بلوچستان میں میر نصیر خان نوری کے زمانے میں ریاست کی سرکاری زبان باقاعدہ فارسی تھی اور اس سے زیادہ ایران کے سرحدی حدود سے ملنے کی وجہ سے ایرانی بلوچستان اور مکران پر فارسی زبان و ادب کے اثرات کا پڑنا تاریخی حقیقت ہے۔ اس بارے میں ڈاکٹر واحد بزدار رقمطراز ہیں:

> "۔۔۔ اس زمانے میں فارسی زبان اپنی اثرات پورے ہندوستان پر ڈال رہا تھا۔ بلوچستان ویسے ہی ایران کا ہمسایہ تھا اور ہے بھی۔ اس دور میں فارسی کے ساتھ ساتھ عربی کے اثرات بھی نظر آتے ہیں کیونکہ مسلمانوں کے مذہبی زبان ہونے کی وجہ سے بلوچی زبان سمیت اس زمانے کی ساری زبانیں اس کے لپیٹ میں آچکے ہیں اور اس دور میں فارسی عروض سمیت بلوچی شاعری میں عربی کے عروض بھی نظر آتے ہیں اور اس زمانے کی شاعری کلاسیکل شاعری سے بالکل مختلف ہے۔"(۱)

ویسے تو عربی ایک ایسی زبان ہے جس نے کئی زبانوں پر اپنی گہری اثرات و نقوش چھوڑے ہیں۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ طاقتور زبانیں اکثر چھوٹی زبانوں کو کھا کر ختم کر دیتی ہیں یا اپنی اثر و رسوخ زبان سمیت ادب پر چھوڑتی ہیں۔ عربی زبان بھی ایک طاقتور زبان ہے جس نے کئی زبانیں اپنے اندر سموئے ہیں یا ان پر اپنی گہری پر تو چھوڑی ہیں۔ ڈاکٹر سید علیم جائسی کی کتاب "اُردو زبان و ادب پر عربی کے اثرات" پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر حمزہ لکھتے ہیں:

> " اسلام کی آمد کے بعد عربی زبان کے آگے کئی علاقائی زبانوں نے دم توڑا تو کئی قدیم اور مضبوط تہذیبوں کی نمائندگی کرنے والی زبانیں بھی فاتح کی زبان کو اپنے اندر سموتی چلی گئی اس کی واضح مثال فارسی زبان ہے جس میں عربی کا اثر اتنا زیادہ بڑھا کہ ایک مکمل زبان ہونے کے باوجود عربی کے الفاظ و تراکیب فارسی کے ہر جملے میں نظر آنے لگے، ساتھ ہی شاعری میں عربی کے مصرعے تک باندھے جانے لگے۔"(۲)

یہی کچھ بلوچی نیم عہدی شاعری (Middle Age Poetry) کے ساتھ بھی پیش آیا ہے کہ علما نے اپنی علمی شروعات فارسی و عربی زبان میں کی ہیں اور ساتھ ہی شاعری بھی فارسی اور عربی زبان میں کی ہے جن کے اثرات بلوچی زبان و ادب پر پڑے ہیں، دوسری وجہ دینی بھی ہے۔ زبان کس طرح اثر انداز ہوتی ہے اس کے واضح اثرات بلوچی نیم عہدی دور کے

نامور شاعر مُلّا فاضل کے ہاں دیکھے جاسکتے ہیں۔ بلوچی نیم عہدی دور کے اکثر شعراء کو عربی و فارسی زبان پر اچھی خاصی دسترس حاصل تھیں۔ ان دونوں (جغرافیائی اور مذہبی) وجوہات کا ایسا گہرا اثر ہوا کہ بلوچی نیم عہدی ادب میں ہزاروں الفاظ فارسی و عربی کے داخل ہو گئے۔

"۔۔۔ ملا فاضل اپنی کلام میں عربی و فارسی کے مشکل ترین الفاظ کے استعمال کو عیوب نہیں سمجھتے تھے اور وہ جہاں بھی چاہتا ہے عربی و فارسی اور بہت سی جگہ قرآن پاک کے آیات کو اپنے کلام میں شامل کرتا ہے جیسا کہ اس کے شاعری میں نظر آتے ہیں:

"من کہ سبحان الّذی اسریٰ اول یات کناں
گوہراں باریں دہن ءِ وقف ءِ آں ذات کناں"(۳)

دوسرے شعر کے الفاظ اس طرح ہیں:

باب اول کہ بسم اللہ اِنت   ذکر ثانی کہ الحمد اللہ اِنت
درس و تکرار قُل ھو اللہ اِنت   توارش آمنت باللہ اِنت

یا

فاسق و فسق و فجور و کذب و گفتار دغل"(۴)

بلوچی زبان و ادب میں فارسی کے الفاظ تو بیشتر ایرانی سرحدی حدود اور وہاں کے لوگوں کا بلوچستان میں آنے کی وجہ سے پیش آئی ہیں لیکن عربی کے اثرات کیسے پڑے ہیں، بلوچی زبان و ادب کے نامور شاعر و ادیب جناب سید ہاشمی عربی کے الفاظ کا شامل ہونا فارسی زبان کو گردانتے ہیں، لکھتے ہیں:

"اس دور کے بیشتر شعراء فارسی و عربی کے قارئین تھے اس لئے ان کی شاعری میں فارسی و عربی کے الفاظ زیادہ سے زیادہ دیکھے جاسکتے ہیں اور عربی کے الفاظ فارسی کی وجہ سے بلوچی میں شامل ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ مذہبی نظریے انہی فارسی پڑھنے والے شعراء نے اپنی کلام میں شامل کرلی ہیں۔"(۵)

مُلّا فاضل بلوچی نیم کلاسیکل ادب کے سر تاج شاعر مانے جاتے ہیں جس کی شاعری مختلف نیرنگیوں، منظر نگاری، نشیب و فراز، طعنہ سے عبارت ہے۔ آپ کی شاعری نے جہاں سیاسی و سماجی سطح پر اپنے ہمعصر شعراء پر انقلاب برپا کیا، وہیں فارسی اور عربی تہذیب و زبان کے الفاظ و اثرات بھی اُن کی شاعری میں شامل ہوئے ہونگے، دوسری قوموں کی بہت سی چیزوں، ثقافتوں اور تہذیبی مظاہر و معالم سے مُلّا فاضل کا واسطہ پڑنا، ان کے طرز زندگی اور ان کے اخلاق و کردار سے آگاہی، ان کے علوم و فنون سے واقفیت اور ان کی زبان و ادب سے شناسائی حاصل ہوئی ہو گی۔ انہی عوامل کی وجہ سے نہ صرف ان کی شاعری کی اسلوب میں تنوع پیدا ہوئی ہے بلکہ مختلف موضوعات، تخیل اور افکار و تعبیرات کی سطح پر نئی جہتیں اور الفاظ نے جنم لی ہے جس سے انکی شاعری میں وسعت پیدا ہوئی ہے اور اس کا دائرہ کار بڑھتا چلا گیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

"بیاات منی شاھی مہذبیں راجاں   یاد کن اِت منی گُڈیگیں وصیتّاں
کش ّات کہن ءَ ءُ کش اِت نخیلات ءَ   یا کن اِت باپار ءُ شما تجارات ءَ
یابُوان اِت علم ءَ ءُ زیر اِت کرامات ءَ"(۶)

"من اول گویم سپاس حَیءُ شاهیں ذوالجلال　　قادرءُ قیومءُ نقاشیں کریمءلال یزال
عرشءُ کُرسیءُ ثریّا مملکت کلّءِ وصال"(۷)

"من کہ سبحان الّذی اسریٰ اول یات کناں　　گوھرءِ بحر دھن راواقف آں دہنءُ ذات کناں
جانستان میلِ وطن بابِ سماوات کناں　　بلکیں گوں رہنما خضرءِ ملاقات کناں"(۸)

بلوچی نیم کلاسیکل شاعری میں بیشتر شعراء فارسی و عربی کے اسلوب کو مضبوطی سے تھامے ہوئے نظر آتے ہیں۔شاید اُن کا نظریہ تھا کہ فارسی و عربی روایت و اسلوب کے طرز پر شاعری کرنا ہی بہتر ہے اور انہی الفاظ کو ہی معیاری سمجھتے تھے اور انہیں اپنی تخلیقات میں برتنے کو ترجیح دیتے تھے۔ایک وجہ تو مذہبی تھا، اسی اثرات کے پیش نظر علما بیشتر عربی و فارسی کے الفاظ کا مہارت حاصل کرنے پر خاص توجہ دیتے تھے۔ یہ کہنا بھی غلط نہ ہو گا کہ اس دور میں بیشتر والدین اور سرپرست اپنے بچوں کے لئے خاص طور پر اساتذہ رکھا کرتے تھے جو انہیں عربی و فارسی زبان اور رموز و اسرار سے آگاہ کریں۔

علمی اور فنی اعتبار سے آپ کی شاعری کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنی شاعری میں زبان و بیان کی بھرپور مہارت کا اظہار کیا ہے۔اسے عربی اور فارسی الفاظ سے کھیلنے کا ہنر آنے اور ایک خیال یا معنی کے اظہار کے لیے کئی تعبیرات و اسالیب پر قدرت تھی، عربی و فارسی میں کمال حاصل تھا اور بے ساختہ شعر گوئی کی صلاحیت سے بہرہ ور تھے۔کہتے ہیں کہ وہ فطری شاعر تھے، اس کو حیرت ناک حد تک قدرتِ کلام حاصل تھی۔نیچے دیئے گئے چند اشعار قابلِ ستائش ہیں جن میں عربی و فارسی کے الفاظ ایسے بیان ہوئے ہیں جہاں غیر زبان الفاظ ہونے کا احساس تک نہیں دلاتے:

"طوطی زیملءُ وش لبزیں　　احوالاں ببر وشیناں
اسراراں مُراد بخشیناں　　بندِاش بانزلاں نقشیناں"(۹)

"ہر قدر کوھیں خاطرءِ پلّاں　　مرکبی گمراھیں دلءِ جلّاں
شورئِے وارتگ چوگُوات جتیں ملّاں　　سراپ کناں انت ماں کوہ سرءُ ٹلّاں
دیم پہ باغءِ سرپتکیں پُلّاں"(۱۰)

"کپتگ اَنت کوہءِ جہہ جنگ جُمپاں　　بے نکاحانی چِک شرف داراں
ناقص ماں شاہانی گورءِ دراھاں　　سوب غلاماں چہ واجہاں بُرتاں"(۱۱)

ملا فاضل کے شاعری کی خصوصیت جدت طرازی، معانی و افکار کی گہرائی اور محسناتِ بدیعیہ کا بخوبی استعمال ہے۔گہرے معانی پیدا کرنے کی کوشش کی وجہ سے بعض دفعہ ان کے ہاں پیچیدگی بھی پیدا ہوئی ہے۔ آپ کی خصوصیت شعر کی فنی خوبیوں پر توجہ دینے کے ساتھ معنوی اور خیال کی گہرائی کا اہتمام بھی ہے۔

"کبھی کبھی وہ بلوچی اشعار میں فارسی کے میٹھے الفاظ کو اس طرح سے شامل کرتے ہیں لگتا ہے کہ بلوچی زبان کے اپنے ہی الفاظ ہیں، کبھی کبھی بلوچی و فارسی کے تفریق کو بالکل بھول جاتا ہے اور اپنی کلام کو فارسی بنا دیتا ہے۔مثلا:

میزنم در نیم شپ کو کو چو قمری بے توار　　بلبلے باوصف گل جاں میدہد در نو بہار

یا

عرش و کرسی و ثریا سکہ زدن روز اول   داشتم دست تضرع با خدائے لم یزل"(۱۲)

لیکن ڈاکٹر واحد بزدار اس اقتباس سے اتفاق نہیں رکھتے کہ آپ کی شاعری ان الفاظ کی وجہ سے فارسی زدہ بن کے رہ گئی ہیں، فارسی اور عربی الفاظ و تراکیب اور کنایہ و تلمیحات کے باعث کہیں کہیں ان کی زبان انتہائی گنجلک اور پیچیدہ دکھائی ضرور دیتی ہے اور کہیں خالص اور ٹھیٹھ بلوچی الفاظ و تراکیب کے حوالے سے بھی مشکل پسندی کے شکار نظر آتے ہیں لیکن مجموعی طور پر ان کی شاعری ایک منفرد لہجے کا حامل ہے۔(۱۳)

ملا فاضل کی شاعری میں الفاظ کی سلاست، تراکیب کی خوبصورتی و سادگی اور معانی کی گہرائی و گیرائی یہ سارے اوصاف بہ تمام و کمال پائے جاتے ہیں اور یہی ملا فاضل کا امتیاز ہے۔ ان کے شاعری میں جوہر، حکایت، عاقل، بشارت، تازی، خاطر، باغ، نقش، مہذب، قدح، گنج، عرض، روزِ اول، اسرار، قسم، خیال، الماس، محکم فارسی و عربی کے وہ منتخب الفاظ ہیں جنہیں شاعر نے مہارت بیانی کے ساتھ پیش کی ہیں جو قارئین کی دل میں گھر کر جاتے ہیں۔ ویسے تو بہترین اشعار وہ ہیں جو صدیاں گزرنے کے باوجود تر و تازہ اور جاندار ہوں۔ اس بارے میں پروفیسر غلام احمد حریری رقمطراز ہیں:

"بہترین کلام وہ ہے جس کو کان اپنا سرمایہ سمجھیں اور نفس انسانی اس کی جانب پوری طرح متوجہ ہو جائے اور جس کی رونق دُور سے اس طرح نظر آجائے جیسے موتیوں کے ہار کی چمک۔ حُسن کلام کی یہ صفت پہلے ہی جملہ سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ باقلانی نے آسان اور سلیس کلام ہی کو معیار قرار دیا۔ غریب، وحشی اور مستکرہ کلام کو ناپسند کر کے اچھے کلام کی تعریف اس طرح کہ "جب تم اس کو سنو تو وہ تمہارے دل میں بیٹھ جائے اور تم کو ایسی حلاوت و خوشگواری محسوس ہو جیسی کہ تم آب زُلال پیتے وقت محسوس کرتے ہو لیکن اس کے باوجود وہ کلام تمہارے اختیار سے اتنا ہی دور ہو جیسے ستارہ کو ڈھونڈھنے والے سے ستارہ دور ہو جاتا ہے۔"(۱۴)

ادب میں دیگر زبانوں کے الفاظ کی استعمال کے بارے میں مصنفین اور ناقدین کے درمیان مختلف بحث و مباحث ہوتے چلے آرہے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ خارجی الفاظ کا استعمال تخلیق میں جان اور وسعت پیدا کر دیتا ہے لیکن بہت سے ناقدین اس بات سے اتفاق نہیں رکھتے۔

" ادب میں معانی سے بہتر الفاظ اہمیت رکھتے ہیں، کیونکہ معانی تو ادیب سے لیکر جاہل اور گوار بھی سمجھ سکتے ہیں۔ اصل حسن تو الفاظ کو کسی خوبصورت پیکر میں رکھنا ہے۔ عبد القاہر جرجانی نے اس نظریہ کی تردید کی کہ تحریر کی خوبصورتی الفاظ میں نہیں بلکہ معانی میں پوشیدہ ہے۔(۱۵)

پروفیسر محسن عثمانی ان دونوں مباحث سے ہٹ کر تخلیق میں بیان کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ نہ الفاظ کا چناؤ تخلیق میں جان پیدا کرتی ہیں نہ ان کے معانی، بلکہ الفاظ کو صحیح طریقے سے بیان کرنا ہی تخلیق میں وسعت پیدا کر دیتی ہے اور مٹی کی پیالہ میں کم ہو جاتی ہے

" الفاظ کو پیالہ اور معانی کو پانی سمجھو، پانی کو چاہو سونے، چاندی، کانچ، بلور، سیپ یا مٹی کی پیالہ میں بھر لو، پانی کی ذات پر ذرا سی فرق واضح نہیں ہوتا، مگر سونے یا چاندی کے پیالہ میں ڈھالنے سے اس کی اہمیت کو چار چاند لگ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی فصیح اور ماہر معانی کو بیان کرے تو اس کی قدر زیادہ ہو جاتی ہے اور غیر فصیح کے بیان سے اپنی قدر کھو دیتی ہے۔"(۱۶)

مندرجہ بالا مباحث کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم ملا فاضل کی شاعری میں استعمال کیے گئے الفاظ کا مطالعہ کریں تو یہ بات عیاں ہو گی کہ آپ نے بڑی مہارت و خوبصورتی کے ساتھ الفاظ کی چناؤ کی ہے۔ فارسی و عربی زبان کے الفاظ اس طرح سے پروئے گئے ہیں کہ جن کے معنی دوبالا ہو گئے ہیں۔ آپ کی شاعری میں خارجی زبانوں کے الفاظ کی فنی محاسن کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر عبدالصبور بلوچ لکھتے ہیں:

> "دوسری زبانوں کے الفاظ کا انتخاب کرنا، تراکیب، استعارے و محاوروں کو مکمل معنی کے ساتھ مرتب کرنا ایک ادنیٰ اور عام شاعر کے بس سے باہر ہے۔ مُلا فاضل نے عربی و فارسی کے الفاظ کو اپنی بلوچی شاعری میں ایک ایسے انداز میں بیان کی ہیں جس سے اس کی شاعری عیب دار نہیں ہو سکتا۔"(۱۷)

پروفیسر ڈاکٹر عبدالصبور بلوچ کے اس اقتباس سے اتفاق کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر واحد بزدار لکھتے ہیں:

> "اگر صحیح معنوں سے مطالعہ کی جائے تو اندازہ ہو گا کہ ان کی شاعری میں تشبیہ، استعارے، الفاظ اور اصطلاحات ایک تجربہ کارانہ انداز میں پروئے گئے ہیں جو غیر زبان کے الفاظ ہونے کا احساس تک نہیں دلاتے۔ دوسری طرف اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اس زمانے میں بلوچستان سے لیکر ہندوستان کے کونے کونے تک فارسی پھیلی ہوئی تھی، علمی و ادبی زبان فارسی تھی، دانش گاہوں اور مدرسوں میں فارسی زبان رائج تھی۔"(۱۸)

بلوچی شعری ادب کے ساتھ ہی عام بول چال پر بھی عربی و فارسی زبان کے گہرے اثرات ہیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ بڑی مدت تک عظیم بلوچستان پر فارسی رائج رہی ہے اور بلوچوں نے مذہبی عقیدے کے طور پر عربی زبان کو اپنایا۔ بلوچستان کے طول و عرض میں بالخصوص مدرسوں میں فارسی زبان و عربی کی باضابطہ تعلیم و تدریس آج بھی ہوتی ہے اور تعلیمی نصاب میں بھی شامل ہیں۔ جامعات اور دیگر محکموں میں آج بھی عربی و فارسی کی بے شمار لفظیات استعمال ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر الحمد اللہ، شکریہ، خدا حافظ، خدا اور رسول، نماز، عشاء، مغرب، بیاد، آھو، نظر وغیرہ۔

جب ملا فاضل کی کلام کا مطالعہ کیا جائے تو ان میں ایک خاص قسم کا رنگ و آہنگ اور جذباتیت کا احساس ہوتا ہے۔ ان کی ہر نظم میں بلوچستان کی سرزمین و قالب کو سانس لیتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔ ان کی نظموں میں بلوچستان کی مٹی، کھیتوں کی لہلہاہٹ، دریاؤں کا ساز روانی، موسموں کے جلوے، دن اور رات کی آئینہ داری ہے۔ ملا فاضل کی یہی وہ تخلیقیت (عربی و فارسی کے الفاظ کا استعمال) اور فن ہے جس کی وجہ سے ان کے کلام میں ایک ایسی کشش، اپنائیت اور انفرادیت پیدا ہو گئی ہے جس کی مثال دوسرے شعرا کے ہاں شاید ہی نظر آتی ہو اور ان کی شاعری عربی و فارسی زبان سے متاثر ہو کر بھی فصاحت و بلاغت سے مالا مال ہے۔ مثال کے طور پر:

"موسمی ترھوراں الم چو خیمہ زَدی　　　آسَد گو ارِیں کہرباشنز ان انت ذردی
پر تماشا یے رفتگاں سیلان ءَ ندی　　　من چراغ جاڑیں شاتگاں گُل بیتگ ودی"(۱۹)

"آتفا قاں چو منصف ءِ سوگنداں کن اِت　　　پہ تفاق چُج بِت ءُوتی سنگ ءَ گران کن اِت"(۲۰)

بیا حقیقتیں حُدھُدی جانی　　　راگیں شاپی مُرگ سلیمانی

طاہر و قدسی و باگ رضوانی　　سوہن وشپ نمب یے سحابانی
قاصدءِ پیغام و جوابانی　　رازِر بالوماہِ تابانی"(۲۱)

"زال اگاں اصلیءِ جوان ماتے　　بور اگاں پُر شوقءِ مزن گواتے
تیگ ستر تیزءُ پل ءُ سوغاتے　　پر بلوچءِ توپک عجب براتے"(۲۲)

اس کے علاوہ جب آپ کے عہد کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے وہ دور بڑے پیمانے پر تغیرات و تبدیلات کا دور رہا ہے اور اس میں سیاسی و سماجی معاملات و مسائل کے ساتھ ساتھ علم و ادب میں بھی عالمی سطح پر تبدیلیاں اور تجربات ہو رہے تھے اور دیگر ادباء و شعرا کی طرح مُلا فاضل کا بھی ان اثرات سے محفوظ ہونا ناممکن تھا۔ چنانچہ عہدِ مُلا فاضل پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر رحیم مہر بلوچ (۲۰۱۵) اور ڈاکٹر رمضان بامری (۲۰۱۵) لکھتے ہیں:

"مُلّا فاضل کے زمانے (۱۲۰۰ ہجری ۱۲۷۰) میں غزل کی ربیت عربی، فارسی، اردو اور برصغیر کے بیشتر زبانوں میں مضبوط شکل میں موجود رہا ہے۔ مُلّائی دور کے شاعری کی مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس زمانے کے بیشتر شعراء بلوچ تاریخ اور ثقافت کے ساتھ ساتھ دوسرے ہمسائے اقوام کے زبانوں کی تاریخ و روایت سے بھی آشنا تھے اس متعلق خاص کر وہ واقعاتی شاعری جو بیشتر عرب اور فارس تہذیب و روایت سے تعلق رکھتے ہیں، اپنے کلام کی موضوع چنتے ہیں۔۔۔ ان اشعار کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ مُلائی دور کے شعراء اپنے ارد گرد کے رہنے والے اقوام، ان کی زبان اور تاریخ و ادب سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے۔(۲۳) مُلا فاضل کے زمانے میں ایران دورہ مشروطیت یعنی قاجاریہ دور حکومت تھی۔ اس دور میں اگرچہ سیاسی کشمکش رہے ہیں لیکن ایرانی ادیب و شعراء کو علم دانش سے گہری لگاؤ تھی، جب وہاں کے حالات ناساز ہوگئے تو بڑی تعداد میں ادیب اور شعراء وہاں سے نکل کر ہندوستان چلے گئے۔ ان میں سے کئی شعراء سیستان اور مکران میں بھی چلے آئے جہاں انہوں نے اپنے اثرات شاعری کے ذریعے بلوچ شعراء پر چھوڑے۔(۲۴)

کلامِ ملا فاضل کا مطالعہ کرنے سے یہی احساس ہوتا ہے آپ کا شاعری میں عربی کے الفاظ کا کثرت سے استعمال میں لانا ان کی دینی شگفتگی کو ظاہر کرتا ہے۔ خیمہ، نخل، محکم، ملاقات، نفس، دین، صدق، برحق اسمک، فلک و غیر جیسے الفاظ کا استعمال بتدریج ملتے ہیں۔ ان عربی الفاظ کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ عربی زبان کو بہت پسند کرتے تھے اسی لئے ان الفاظ کو اپنے کلام کا حصہ جان بوجھ کر بنا لیتے تھے۔

"اخلاقیات کے حوالے سے وہ ایران کے نامور شاعر شیخ سعدی شیرازی متاثر ہیں کیونکہ مُلا فاضل کو فارسی سے گہری دوستی تھی جس نے اکثر اپنے کلام میں سعدی شیرازی کے مثال دے دی ہیں۔ ایک جگہ کہتے ہیں:

بگویم اسمءِ اول شاہءِ برحق　　خُداوند آن جہانءِ چرخءِ فلک
سماواتءُ ثُریّا تا نکہ اَسمک　　فلک گویم رسول و دین صدق"(۲۵)

ملا فاضل بلوچی نیم عہدی شاعری کے درفشان ستارے مانے جاتے ہیں۔ آپ کی شاعری کئی صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی ادب و نقد کی دنیا میں بے پناہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ آپ نے بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ فارسی و عربی زبان

کے الفاظ کا چناؤ کر کے اپنی شاعری کی زینت بنائے ہیں۔ اُن کی شاعری کے وہ اشعار سب سے زیادہ قابل توجہ اور مشہور ہیں جہاں آپ نے عربی و فارسی کے منتخب الفاظ کا استعمال کر کے اپنی زندگی کے تجربات، مشاہدات اور مطالعات کی روشنی میں حکمت و دانش سے بھری باتیں کی ہیں۔ انکے ان اشعار میں غیر معمولی حسن و جمال ہے اور انہیں پڑھ کر قاری بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ پڑھنے والے کو اکثر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا اس نے میرے دل کی بات کہہ دی ہے اور بہت سے اشعار عام انسانی زندگی اور اس کے احوال و کیفیات کی بھی خوب ترجمانی کرتے ہیں۔ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ ملا فاضل کی شاعری میں عربی و فارسی کے الفاظ بکثرت ملتے ہیں۔ عربی کے مقابلے میں فارسی زبان کا رنگ اور ڈھنگ کہیں زیادہ اثر انداز ہوا ہے۔ نیز جہاں تک عربی رنگ و اثر کی بات ہے تو وہ مجبوراً یا فارسی کے زریعے آپ کی شاعری میں شامل ہو چکے ہونگے۔ اُن کے بیشتر اشعار کے شروعات میں فارسی و عربی کے مصرعے تک باندھنے کو ملتے ہیں لیکن مکمل اشعار میں خارجی زبان کے الفاظ بہت کم ملتے ہیں۔ ان خارجی الفاظ کے استعمال سے ان کی شاعری کہیں بھی عیب دار نظر نہیں آتی بلکہ انہی الفاظ کی وجہ سے وہ اپنے ہمعصر شعراء سے ممتاز و عظیم ہیں۔ لیکن اس بات کا ہر گز مطلب یہ نہیں کہ آپ بلوچی زبان کو ناپسند کرتے تھے۔ فنی حساب سے ان کی شاعری کا مضبوط ترین اشعار وہ ہیں جو عربی و فارسی کے اثرات سے پاک ہیں۔

حوالہ جات

1. بزدار، واحد، مُلا فاضل ءِ ازم ءُ بگرءِ لہتیں پہنات، مُلا فاضل: زند ءُ ازم، (مرتب: رحیم مہر بلوچ)، کراچی: سید ھاشمی ریفرنس لائبریری، ۲۰۱۵، ص، ۹۱
2. https://qindeelonline.com/urdu-zaban-wa-adab-par-arabi-k-asrat/
3. مری، میر مٹھا خان، مُلا فاضل، ملا فاضل زند ءُ ازم، (مرتب: رحیم مہر بلوچ)، کراچی: سید ھاشمی ریفرنس لائبریری، ۲۰۱۵، ص، ۵۳
4. ایضاً، ص، ۵۳
5. ھاشمی، سید، شھلچ کار، گوادر: سید ھاشمی اکیڈمی، ۲۰۱۳،
6. بلوچ، طاہر حکیم / صادق صبا، مُلا فاضل، زند ءُ ازم، کیچ: انسٹیٹیوٹ آف بلوچی لینگویج اینڈ کلچر، یونیورسٹی آف تربت، ۲۰۱۸، ص، ۱۰
7. شاد، فقیر، در پشوکیں سہیل، تربت: بلال بک اسٹیشنرز، ۲۰۰۲، ص، ۱۱۰
8. ایضاً، ص، ۱۳۵
9. ایضاً، ص، ۲۳۶
10. ایضاً، ص، ۲۷۴
11. ایضاً، ص، ۱۵۶

12. مری، میر مٹھا خان، مُلا فاضل، ملا فاضل زندءُ ازم، (مرتب: رحیم مہر بلوچ)، کراچی:، سید ھاشمی ریفرنس لائبریری، ۲۰۱۵، ص، ۵۴

13. بزدار، واحد / حسین بخش ساجد، بلوچی، براھوی زبان وادب، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیوسٹی، ۲۰۱۷، ص، ۴۰

14. https://ilhaad.com/2016/12/quran-effects-on-arabic

15. ایضاً،

16. https://archive.urdu.siasat.com/news/

17. بلوچ، ڈاکٹر عبد الصبور، مُلا فاضل، ملا فاضل زندءُ ازم، (مرتب: رحیم مہر بلوچ)، کراچی: سید ھاشمی ریفرنس لائبریری، ۲۰۱۵، ص، ۱۹۴

18. بزدار، واحد، مُلا فاضل وتی وہدءِ بے درورین شاعر، مُلا فاضل: زندءُ ازم، (مرتب: رحیم مہر بلوچ)، کراچی: سید ھاشمی ریفرنس لائبریری، ۲۰۱۵، ص، ۷۷

19. شاد، فقیر، درپشوکیں سہیل، تربت: بلال بک اسٹیشنرز، ۲۰۰۲، ص، ۳۱۵

20. ایضاً، ص، ۱۳۰

21. بلوچ طاہر حکیم / صادق صبا، مُلا فاضل، زندءُ ازم، کیچ: انسٹیٹیوٹ آف بلوچی لینگوئج اینڈ کلچر، یونیورسٹی آف تربت، ۲۰۱۸، ص، ۴۸-۴۹

22. ایضاً، ص، ۷٦

23. بلوچ، رحیم مہر، ملا فاضل: زندءُ ازم، (پیش لفظ)، کراچی: سید ھاشمی ریفرنس لائبریری، ۲۰۱۵، ص، ۲۰-۲۱

24. بامری، ڈاکٹر رمضان، مُلا فاضل ءِ شاعری ءِ سرا فارسی زبان ءِ اثرات، ملا فاضل زندءُ ازم، (مرتب: رحیم مہر بلوچ)، ، کراچی: سید ھاشمی ریفرنس لائبریری، ۲۰۱۵، ص، ۸۳

25. ایضاً، ص، ۸۳